خطبہ جمعہ

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے بہترین ہیں

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات کرے یا چپ رہے

چاہئے کہ تمہاری زبانیں تمہارے قابو میں ہوں اور ہر قسم کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے والی ہوں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲؍فروری ۲۰۰۱ء ۲؍تبلیغ ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ . يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ﴾ -

(سورة النور آيات ۲۵-۲۶)

وہ دن (یاد کرو) جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف ان باتوں کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں ان کی پوری پوری جزا دے گا جس کے وہ سزاوار ہیں اور وہ جان لیں گے کہ یقیناً اللہ ہی ہے جو ظاہر حق ہے۔

آج کے خطبہ کا موضوع اخلاق حسنہ ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں مگر جب قرآن اور رسول کے کلمات کی کسوٹی پر ان کو پرکھا جائے تو ہر شخص کا دل خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرے اعمال دکھاوے کے لئے تھے۔ وہ اعمال نہیں ہیں جو لوگ دیکھ رہے تھے اور قیامت کے دن خود اس کے اپنے جسم کے حصے، اس کی جلد، اس کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ بداخلاق شخص تھا اور بداخلاق شخص کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی یہ تنبیہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔

اس سلسلہ میں جو احادیث میں نے آج کے خطبہ کے لئے چنی ہیں ان میں پہلی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مرفوع روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو سب اعضاء زبان کی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کر کیونکہ ہم تیرے ہی تابع ہیں۔ اگر تو درست رہی یعنی زبان سے کہتے ہیں کہ اگر تو درست رہی تو ہم بھی درست رہیں گے، اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (سنن ترمذی کتاب الذهد)

ایک اور روایت حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں مَیں نے عرض کیا مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپؐ نے فرمایا تو کہہ رَبِّیَ اللّٰہ۔ یعنی میرا ربّ اللہ ہے۔ اب اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

اب یہ تو بڑی آسان بات ہے کہنا کہ میرا رب اللہ ہے مگر ربوبیت کے لئے جو انسان ساری زندگی اپنی ضائع کرتا ہے یا دوسروں کے سامنے جھکتا ہے، ربوبیت ہے جو دراصل اس کا امتحان لیتی ہے۔ پس منہ سے کہہ دینا کہ میرا رب اللہ ہے کافی نہیں ہے۔ بلکہ جب مشکل پڑے، جب مال کھانا ہو کسی کا اس وقت اللہ ربّ نہ رہے، جب کسی سے بددیانتی کرنی ہو، کسی کا شریعت کے لحاظ سے جو ورثہ کا حق بنتا ہے وہ مارنا ہو اس وقت ربّ اپنا جھوٹ بن جاتا ہے۔ تو یہ بہت ہی بری عادت ہے۔ لوگ اس بات کو سمجھتے ہی نہیں۔ اب روزانہ میرے پاس اتنے خط آتے ہیں جھگڑوں کے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں یہ لوگ بھی ہیں جو اپنی بہنوں کا حق مار رہے ہیں، اپنے بھائیوں کا حق مار رہے ہیں۔ قضاء فیصلے کرتی ہے ورثوں کے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی تو دوسروں کا حق مار لینا بہت بڑی بداخلاقی ہے اور اعلیٰ اخلاق والا سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی کا حق مارے بلکہ وہ تو دوسروں کے لئے اپنا حق چھوڑتا ہے۔ اس لئے اس مضمون کو مضبوطی سے پکڑ لیں کہ رَبِّیَ اللّٰہ جب کہیں تو واقعی رَبِّیَ اللّٰہ ہو۔

پھر میں نے عرض کیا آپ میرے بارہ میں سب سے زیادہ کسی چیز کا خوف رکھتے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا اس سے۔ (سنن ترمذی کتاب الزهد)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے حالات کے مطابق ان کو جواب دئے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے وہ شخص زبان کا ذرا کرخت تھا اور سخت زبانی اس کا ایک پیشہ تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہر صحابی کو اس کے حالات کے مطابق جواب دیا ہے اور کثرت سے مختلف جواب ایک ہی مضمون کے مختلف حدیثوں میں مختلف شخصوں کو دئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے اس میں تضاد نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فطرت شناسی تھی۔ آپ فوراً اس کے لب ولہجہ، اس کی پیشانی سے پہچان جایا کرتے تھے کہ پوچھنے والا کیوں پوچھ رہا ہے اور اس کے مطابق ہی آپ اس کو جواب دیتے تھے۔

ایک روایت حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا ہر کلام اس کے خلاف ہوتا ہے اس کے حق میں نہیں ہوتا"۔ اور یہ بھی بڑی غور طلب بات ہے کہ ہر بات خلاف ہو انسان کے اور اس کے حق میں نہ ہو۔ اس کا استثناء یوں فرمایا "سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور ذکر الٰہی کے"۔ (سنن ترمذی کتاب الزهد)

جب تم کسی نیک بات کی ہدایت کرتے ہو تو وہ تمہارے خلاف نہیں جائے گا۔ نہی عن المنکر کی ہدایت کرو گے، برے کاموں سے روکو گے تو وہ بھی تمہارے خلاف نہیں ہوگا اور ذکر الٰہی تو خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن بعض دفعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اس لئے بھی رک جاتے ہیں کہ بظاہر وہ تقویٰ کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال اتنے اعلیٰ تو نہیں ہیں کہ ہم دوسروں کو بھی برائی سے روکیں۔ لیکن وہ سمجھتے نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ہر شخص اگر اپنے اعمال کو گہرائی سے دیکھے تو وہ دوسرے کو کسی بات سے منع کرنے کا اہل نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب برائی سے روکیں گے تو پھر اپنی برائی نظر آنے لگ جائے گی۔ جب نیک کام کا حکم دیں گے تو خود اپنا اعمال نامہ سامنے ہوگا اور یہ کرنے سے ہی آپ کی ذات میں نمایاں ترقی ہونا شروع ہو جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور دل کنوار گندل سے بھی زیادہ کڑوے ہیں۔ مجھے اپنی ذات کی قسم میں انہیں ایسے فتنہ کا موقع دوں گا جو ان میں سے نرم دل انسان کو ششدر کر دے گا۔ وہ میرے بارہ میں بھی دھوکہ میں مبتلا ہیں یا فرمایا کہ خود مجھ پر ہی جسارت کرتے ہیں۔ (سنن ترمذی کتاب الزهد)

ایک حدیث صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اللہ کی رضا کی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کی کوئی خاص توجہ نہیں بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بھی اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ یعنی اگر بے خیالی میں بلا ارادہ بھی نیکی کی کوئی بات کرے تو اس کا بھی اس کو اجر ملتا ہے۔ اور بندہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کرتا اور اس بے توجہی کی وجہ سے جو وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کی بات کر لیتا ہے وہی اس جہنم تک لے جاتی ہے۔ (صحيح بخاری باب حفظ اللسان)

بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا بعض دفعہ انسان کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی اس نے پوری طرح چھان بین نہیں کی ہوتی تو اس کے نتیجہ میں آگ میں مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ سے بھی زیادہ دور جاگرتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی اس بات کی بہت بار بار تاکید فرمائی گئی ہے تو جب کوئی افواہ سنو تو خواہ مخواہ اس کو قبول نہ کرلیا کرو اور آگے نہ چلا دیا کرو۔ ادھر کان میں افواہ پڑی اور زبان نے اس کو اچھال دیا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں سوسائٹی میں لوگوں کے متعلق بدروایتیں پھیلتی ہیں۔ اور جھوٹ کے تنے پھوٹتے ہیں۔ بسا اوقات انسان ایک معصوم کے اوپر اس قسم کی بات کر دیتا ہے جو اس نے کسی سے سنی ہوئی ہو اور وہ اپنی طرف سے معتبر سمجھا جاتا ہے سو اس معتبر صاحب کی بات کے پیچھے پھر ساری سوسائٹی اس کو برا اور اسی طرح گندا سمجھنے لگ جاتی ہے جس کے متعلق اس نے بات کی ہے حالانکہ اگر معصوم کے اوپر تہمت لگائی جائے تو قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ بہت بڑی سزا اس کی ہونی چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ سے استغفار ہی کرتے رہنا چاہئے۔

ایک حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ نجات کیا ہے؟ آنحضورؐ نے فرمایا: اپنی زبان کو روک کر رکھو اور چاہئے کہ تمہارا گھر تمہارے لئے کفایت کرے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ (سنن ترمذی کتاب الزھد)

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا ایمان اس وقت تک درست نہیں رہ سکتا جب تک اس کا دل درست اور سیدھا نہ ہو اور اس کا دل سیدھا نہیں ہو سکتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو۔ اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کے شر اور دکھوں سے محفوظ نہ رہے۔ (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابة)

اب اس تسلسل میں کیا چیز مشترک ہے یہ غور طلب حدیث ہے۔ ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور جب تک زبان درست نہ ہو دل درست نہیں رہ سکتا۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر لازم ملزوم ہیں۔ اگر دل گندہ ہو تو زبان سے بھی گند ہی پھوٹتا ہے۔ اگر زبان گندی ہو تو ایسے شخص کا دل پاک نہیں ہو سکتا۔ ناممکن ہے کہ دل تو پاک ہو اور زبان گندی ہو۔ دوسرے پڑوسی زیادہ جانتے ہیں کہ ہمارا ہمسایہ کیسا ہے۔ جس کے گھر میں اپنے گھر والوں سے بھی اپنی بدیاں نہیں چھپتیں بسا اوقات پڑوسیوں سے بھی نہیں چھپا کرتیں۔ چنانچہ بہت سے میں نے دیکھا ہے رشتے تلاش کرنے والے پڑوسیوں سے جا کر پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ہیں۔ وہ سچی بات بتا دیتے ہیں۔ تو اس لئے اس کے معاً بعد آپ نے پڑوسی کا ذکر فرمایا۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کے شر اور دکھوں سے محفوظ نہ رہے۔ جب اس کے شر اور دکھ پڑوسی کو ملتے ہیں تو پھر وہ ان کے متعلق رائے بھی ویسی کرتا ہے۔

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنے خون اور اپنے اموال کا امین جانیں۔ (مسند احمد بن حنبل مسند باقی المکثرین من الصحابة) ۔ یعنی سچا مومن تو وہ ہے جس کے متعلق یقین ہو کہ یہ بددیانتی نہیں کرے گا۔ بسا اوقات لوگوں نے امانتیں رکھوانی ہوں تو مولوی کے پاس نہیں رکھواتے کسی اور کے پاس رکھوا دیتے ہیں۔ ہمارے ایک دفعہ مجھے یاد ہے بر.جی بہاول میں ایک شخص تھا بے چارہ اس کو اپنی امانت کچھ رکھوانی تھی۔ میرے پاس دوڑا دوڑا آیا کہ میری امانت رکھ لیں۔ میں نے کہا تمہارے پاس مولوی اتنا بڑا رہتا ہے اس کو کیوں نہیں دیتے۔ کہا توبہ توبہ مولوی تو اسی وقت کھا جائے گا۔ تو دل ہمارے ساتھ ہیں خواہ منہ کریں بک بک ہزار۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ مولوی بددیانت ہے اور جب امانت رکھوانے کا معاملہ ہو تو احمدیوں کے پاس ہی رکھوائی جاتی ہے۔

ایک بخاری کتاب الرقاق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ بھلی بات کہنا بھی صدقہ ہے اور اگر بھلی بات نہیں کر سکتے تو چپ رہو، یہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ بری بات منہ سے نکلے تو وہ بہت بڑی حد تک کسی کو گنہگار بھی کر سکتی ہے۔

سنن ابن ماجہ سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے وہ کچھ سکھائیں جو جامع ہو یعنی ہر سیکھنے والی بات اس میں سمٹ جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسی نماز پڑھ گویا وہ تیری آخری نماز ہے" اور نماز میں جتنی بخششیں انسان مانگ سکتا ہے وہ اپنے لئے مانگے۔ پھر زندگی کا اعتبار کوئی نہیں۔ نماز سے جو گناہ دھلتے ہیں باہر جا کے انسان پر پھر گناہ چڑھ جاتے ہیں۔ تو بہت ہی پیاری نصیحت ہے کہ نماز پڑھو تو ایسی پڑھو جیسے تمہاری آخری نماز ہو اور لوگوں سے ایسا کلام نہ کر جس کے بعد تجھے معذرت کرنی پڑے۔ اور جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے امید وابستہ نہ کر۔ (سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب الحكمة) ۔

یعنی بنی نوع انسان کے ہاتھوں سے اگر انسان کی حرص اور امید اور ہواء وابستہ ہو جائیں تو پھر وہ خدا کا نہیں ہوتا۔ وہی بات ہے کہ رَبُّنَا اللّٰہ پھر سچے دل سے نہیں کہہ سکتا۔

سنن ترمذی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی عمل نہیں ہوگا"۔ یعنی اس کے اعمال کا اگر جائزہ لیا جائے گا تو جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا حسن اخلاق کے لحاظ سے وہ یقیناً جنتی ہے اور اس کی پھر بعض خطائیں بھی اس کی وجہ سے بخشی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فحش اور بدکلامی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب البر والصلة ۔باب ما جاء فی حسن الخلق)

اب ان احادیث نبوی کے بعد اور حدیثیں ہیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس ہونگے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ عمدہ اخلاق کے حامل ہوں گے۔ اور قیامت کے دن مجھے زیادہ ناپسندیدہ مجالس کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بہت زیادہ بولنے اور بغیر سوچے سمجھے تمسخرانہ انداز میں لمبی لمبی باتیں کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہونگے۔

(سنن ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی معالی الاخلاق)۔

مزاح تو رسول کریم ﷺ کی فطرت میں بھی تھا مگر بے سوچے سمجھے مزاح کی خاطر، ہنسانے کی خاطر لوگوں کی برائیاں بیان کر دینا کسی میں مین میخ نکالنا یہ بہت ہی بیہودہ عادت ہے اور اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ایک مسلم کتاب الفضائل سے روایت لی گئی ہے۔ مسروق روایت کرتے ہیں کہ جب معاویہ کوفہ آئے تھے تو اس وقت ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضورؐ نہ تو فحش کلامی کرتے تھے اور نہ ہی فحش کلامی سننا پسند کرتے تھے اور انہوں نے مزید بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے بہترین ہیں"۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب كثرة حیائه ﷺ)

ایک سنن ترمذی سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے عمل کے بارہ میں دریافت کیا گیا جو کثرت سے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا موجب ہوگا تو آپؐ نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ اور حسن اخلاق"۔ اور آپ سے ایسے عمل کے بارہ میں پوچھا گیا جو لوگوں کو کثرت سے آگ میں داخل کرنے کا موجب ہوگا تو آپ نے فرمایا: "منہ اور شرمگاہ"۔

(سنن ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی حسن الخلق)

اب میں اسی مضمون سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ ملفوظات سے عبارت لی گئی ہے۔

"چاہئے کہ تمہاری زبانیں تمہارے قابو میں ہوں۔ ہر قسم کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے والی ہوں۔ جھوٹ اس قدر عام ہو رہا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ درویش، مولوی، قصہ گو، واعظ اپنے بیانات کو سجانے کے لئے خدا سے نہ ڈر کر جھوٹ بول دیتے ہیں اور اس قسم کے اور بہت سے گناہ ہیں جو ملک میں کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں"۔

(ملفوظات جلد دوم (جدیدایڈیشن) صفحہ ٢٦٦)۔

آج کل پاکستان کی سب سے بڑی لعنت یہ مولویوں کے جھوٹ ہی ہیں۔

پھر ملفوظات جلد دوم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عبارت بھی درج ہے:

"اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی"۔ انسان کو ہمیشہ اس پہلو سے Introvert ہونا چاہئے یعنی جب بھی وہ کوئی بات کرتا ہے اگر تو ہو سکے تو پہلے سوچ لے اور اگر بات کر بیٹھا ہو تو پھر دوبارہ اس پر ضرور غور کرے۔ یہ جو گائے بھینسیں بکریاں جگالی کرتی ہیں یہ ایک قسم کی ذہنی جگالی ہوتی ہے۔ بات کر لی ہے پھر اس پر غور کریں تو خود محسوس ہو جائے گا کہ کون سی بات غلط تھی اور آئندہ سے اس سے توبہ کریں۔

"جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بد اخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو اپنا خیر خواہ سمجھتا ہو۔ پھر وہ شخص کیسا بے وقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا، اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے"۔

(ملفوظات جلد دوم (جدید ایڈیشن) صفحہ ۲۶۲۔۲۶۳)

اب نماز میں ہر روز ہم ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ﴾ کی جو دعا کرتے ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بہت ہی عارفانہ تحریر ہے۔ ملفوظات میں اس لئے بیان کرتا ہوں کہ بعض دفعہ سننے والے معمولی سی غلطی بھی کر دیتے ہیں تو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر ہے وہ بہت زیادہ قابل اعتماد ہے بجائے ملفوظات کے۔ لیکن چونکہ ملفوظات کا اکثر حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی چھپ بھی جاتا تھا اس لئے اس پہلو سے وہ بھی نہایت معتبر روایت ہے۔ جو زندگی کے بعد چھپے ہیں ان کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کوئی غلطی ہو گئی ہو مگر زندگی میں چھپنے والے ملفوظات یقیناً قابل اعتماد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ﴾ کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسہ کر لیتا اور خدا سے دور ہو جاتا اس لئے ساتھ ہی ﴿اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ کی تعلیم دے دی"۔ کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور یہ تو دعویٰ ہے ایک اپنے متعلق کہ ہم ضرور تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی کریں گے مگر جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو، نہ عبادت کر سکتے ہیں اللہ کی، نہ آئندہ کر سکیں گے۔ اس لئے فرمایا "ساتھ ہی ﴿اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ یہ عبادت جو میں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں، ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق عطا نہ فرمائے کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور پھر "اِیَّاکَ اَعۡبُدُ" یا "اِیَّاکَ اَسۡتَعِیۡنُ" نہیں کہا۔ ﴿اِیَّاکَ اَعۡبُدُ﴾ کا مطلب میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ﴾ کا مطلب ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح "اِیَّاکَ اَسۡتَعِیۡنُ" بھی نہیں فرمایا بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو واقعہ یہی ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اے اللہ میں تیری عبادت کرتا ہوں اور تیری ہی کرتا ہوں تیرے سوا کسی کی نہیں کرتا اور میں مدد بھی تجھ سے مانگتا ہوں اور ہمیشہ تجھ ہی سے مانگوں گا۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اس میں اپنے ساتھی بنی نوع انسان کو تو بھلا دیا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے خود غرضی سے بالا قرار دیا ہے اور ایسی تعلیم دی ہے قرآن کریم نے جس سے خود غرضی کا قلع قمع ہو۔ تو نیک دعاؤں میں بھی دوسروں کو شامل کیا کرو۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کیا کرو۔

فرماتے ہیں: "تقویٰ والا کل انسانوں کو لیتا ہے۔ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ زبان سے ہی تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آ جاتی ہیں۔ اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔ .... دیکھو ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے مگر آپؐ نے ایک دم بھر کے لئے بھی کسی کی پرواہ نہیں کی یہاں تک کہ جب ابو طالب آپؐ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آ کر کہا اس وقت بھی آپ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے رک نہیں سکتا۔ آپ کا اختیار ہے کہ میرا ساتھ دیں یا نہ دیں"۔

✿✿✿......✿✿✿......✿✿✿